ڈاکٹر عرفان شہزاد

قانونِ اتمامِ حجت اور اس کے اطلاقات

نمایاں اعتراضات کا جائزہ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

(۳)

(گذشتہ سے پیوستہ)

نمایاں اعتراضات کا جائزہ دنیوی عذاب نافذ کرنے کے دو طریقے

رسولوں کے اتمام حجت کے بعد منکرین رسول پر دنیوی عذاب برپا کرنے کے لیے دو مختلف صورتیں اختیار کی گئیں: ایک قدرتی طاقتوں جیسے ہوا، زلزلہ وغیرہ کے ذریعے سے عذاب نازل کیا گیا اور دوسرے انسانی ہاتھوں کے ذریعے سے یہ عذاب مسلط کیا گیا۔ ایسا کیوں کیا گیا؟ اس کی وجوہات درج ذیل معلوم ہوتی ہیں:

i۔ قدرتی طاقتوں کے ذریعے سے عذاب انھی رسولوں کی قوموں پر آیا، جن رسولوں کو اپنے پیروکاروں کی اتنی افرادی قوت میسر نہ آ سکی کہ وہ اپنی قوم کے منکرین کا استیصال ان کے ذریعے سے کر سکتے، جیسے نوح، صالح، شعیب علیہم السلام، ان کی قوموں کے منکرین پر یہ عذاب آندھی، طوفان سیلاب، زلزلہ وغیرہ کی صورت میں آیا۔

ii۔ یا اگر کسی رسول کو افرادی قوت میسر تو آ گئی، لیکن کوئی دارالہجرت میسر نہ آ سکا جہاں وہ اپنا آزاد نظم اجتماعی قائم کر پاتا جو موثر جنگی اقدامات کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام، جنھوں نے بنی اسرائیل کی وافر افرادی قوت دست یاب ہونے کے باوجود فرعون کے خلاف مسلح کارروائی نہیں کی، نہ اس کی کوئی جدوجہد ہی

شروع کی۔ چنانچہ فرعون اور اس کی قوم بھی قدرتی طاقتوں کی مدد سے ہی تباہ کیے گئے۔

iii۔ تاہم، جب رسول کو مناسب افرادی قوت حاصل ہو جائے اور اسے دارالہجرت بھی میسر آ جائے، جہاں ان کا آزاد نظم اجتماعی قائم ہو جائے، تو منکرین پر، اتمام حجت کے بعد، عذاب نازل کرنے کی ذمہ داری رسول کے ساتھیوں کو منتقل ہو جاتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہی صورت پیش آئی۔ صحرائے سینا میں جب بنی اسرائیل کا آزاد نظم قائم ہو گیا تو ان کے نہ چاہنے کے باوجود، ان کو اپنے قرب و جوار میں بسنے والی دیگر منکر قوموں کے خلاف مسلح جہاد کا حکم دیا گیا اور اس حکم کی خلاف ورزی پر ان کے لیے ۴۰ سال کی ذلت اور صحرا گردی کی سزا مقدر کر دی گئی۔ (دیکھیے: المائدہ ۵: ۲۰-۲۶)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اصطلاحی معنی میں رسول تھے اور آپ کی قوم کو بھی اس دنیوی سزا و جزا کے ضابطۂ الٰہی سے کوئی استثنا نہیں تھا۔ پورے قرآن مجید میں بار بار آپ کی قوم کو اس دنیوی عذاب سے خبردار کیا گیا تھا۔ مثلاً، سورۂ قمر میں ہی دیکھیے کہ گذشتہ رسولوں کی قوموں پر ان کے انکار کے بعد آنے والے دنیوی عذاب کی سرگذشت ایک ایک کر کے بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین کو مخاطب کر کے فرمایا:

اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ. (۵۴: ۴۳)

''(قریش کے لوگو، پھر) تمھارے یہ منکرین کیا اُن سے کچھ بہتر ہیں یا صحیفوں میں تمھارے لیے کوئی معافی لکھی ہوئی ہے؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مدینہ میں اپنے پیروکاروں کے ساتھ ایک آزاد نظم اجتماعی قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے اور آپ کو مومنین کی قابل لحاظ تعداد بھی میسر آ گئی، چنانچہ اتمام حجت کے بعد آنے والے عذاب کا ان مومنین کے ہاتھوں برپا ہونے کا اعلان قرآن مجید میں صاف لفظوں میں کر دیا گیا:

هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ. (الانفال ۸: ۶۲)

''تو اللہ تمھارے لیے کافی ہے۔ وہی ہے جس نے اپنی مدد سے اور مومنوں کے ذریعے سے تمھاری تائید کی۔''

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ

''ان سے کہہ دو کہ تم ہمارے معاملے میں جس چیز کے منتظر ہو، وہ اس کے سوا کیا ہے کہ دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی ہے۔ لیکن ہم تمھارے معاملے میں

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

مُّتَرَبِّصُوْنَ. (التوبہ۹:۵۲)

جس چیز کے منتظر ہیں، وہ یہ ہے کہ اللہ تم پر اپنے ہاں سے عذاب بھیجے گا یا ہمارے ہاتھوں سے۔ سو انتظار کرو، ہم بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہیں۔''

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ. (التوبہ۹:۱۴)

''ان سے لڑو، اللہ تمھارے ہاتھوں سے اُن کو سزا دے گا اور اُنھیں ذلیل وخوار کرے گا اور تمھیں اُن پر غلبہ عطا فرمائے گا اور مومنوں کے ایک گروہ کے کلیجے (اِس سے) ٹھنڈے کرے گا۔''

اس سارے معاملے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بھی افرادی اور عسکری لحاظ سے دشمن کے مقابلے میں جب کبھی کمزور پڑے تو فرشتوں اور ہوا کی قدرتی طاقتوں سے ان کی غیبی مدد کی گئی۔ جنگ بدر اور جنگ احزاب میں یہی صورتیں پیش آئیں؛ لیکن جب مسلمان، افرادی اور عسکری لحاظ سے طاقت ور ہو گئے تو پھر غیبی مدد اس طرح نازل نہیں ہوئی، سارا کام مسلمانوں کے زور بازو سے لیا گیا، جیسا کہ جنگ احد اور حنین میں پیش آیا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

یہ بات طے ہو جانی چاہیے کہ بنیادی مسئلے میں اختلاف نہیں ہے۔ رسولوں کی دعوت کے بعد ان کی قوم کے منکرین پر اسی دنیا میں ایک خاص مدت کے بعد آخری سزا کے طور پر عذاب آیا ہے۔ جس کی دو صورتیں ہیں: ایک قدرتی آفات کے ذریعے سے اور دوسرے رسول کے ساتھیوں کے ہاتھوں سے؛ نیز، یہ کہ اب اس طرح یہ عذاب نہیں آتا اور وجہ معلوم ہے کہ اب کوئی رسول اتمام حجت کرنے نہیں آتا:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا. (بنی اسرائیل ۱۷:۱۵)

''ہم (کسی قوم کو) کبھی سزا نہیں دیتے، جب تک ایک رسول نہ بھیج دیں (کہ سزا سے پہلے وہ اُس پر حجت پوری کر دے)۔''

صحابہ کے ہاتھوں دنیوی عذاب کی دو صورتیں

اتمام حجت کے بعد صحابہ کے ہاتھوں اس دنیوی عذاب کی دو صورتیں مقرر کی گئیں:

i۔ استیصال، یعنی منکرین کا مکمل خاتمہ، یہ سزا مشرکین کے لیے مقرر کی گئی۔

ii۔ محکومی کی خصوصی سزا، یہ سزا منکرین اہل کتاب کے لیے مقرر کی گئی۔

مشرکین کے ساتھ قتال کا آخری حکم یہ دیا گیا:

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (التوبہ۹:۵)

''(بڑے حج کے دن) اِس (اعلان براءت) کے بعد جب حرام مہینے گزر جائیں تو اِن مشرکوں کو جہاں پاؤ، قتل کرو اور (اِس مقصد کے لیے) اِن کو پکڑو، اِن کو گھیرو اور ہر گھات کی جگہ اِن کی تاک میں بیٹھو۔ پھر اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز کا اہتمام کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو اِن کی راہ چھوڑ دو۔ یقیناً اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے۔''

اور اہل کتاب کو محکوم بنا لینے کا حکم نازل ہوا، جزیہ اس محکومی کی علامت کے طور پر نافذ کیا گیا:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ. (التوبہ۹:۲۹)

''(اِن مشرکوں کے علاوہ) اُن اہل کتاب سے بھی لڑو جو نہ اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہیں، نہ اللہ اور اُس کے رسول کے حرام ٹھیرائے ہوئے کو حرام ٹھیراتے ہیں اور نہ دین حق کو اپنا دین بناتے ہیں، (اُن سے لڑو)، یہاں تک کہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں اور ماتحت بن کر رہیں۔''

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس زمانے میں جزیہ، محکومی اور ذلت کی علامت ہی سمجھا جاتا تھا، نہ کہ حفاظت کی ضمانت کا ٹیکس۔ اور اسی مفہوم کو قرآن نے 'صٰغِرُوْنَ' یعنی ''ماتحت بن کر'' کے لفظ سے بیان کیا ہے۔ مولانا عمار خان ناصر اپنی کتاب ''جہاد: ایک مطالعہ'' میں لکھتے ہیں:

''تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتوح علاقوں کے غیر مسلموں پر عائد کیے جانے والے اس مالی فریضے کے ساتھ ذلت، رسوائی اور محکومی کا تصور لازمی طور پر وابستہ تھا اور مفتوحین پر اس کا نفاذ سزا اور عقوبت کے پہلو سے کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر جواد علی اپنی کتاب ''المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام'' میں اس کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

والجزية من الالفاظ المستعملة عند الجاهليين كذلك بدليل ورودها في القرآن الكريم

وقد خصصت فی الاسلام بما یوخذ من اهل الذمة علی رقابهم وقد کان الجاهلیون یاخذون الجزیة من المغلوبین و کانت عندهم الضریبة التی توخذ عن رؤوس المغلوبین یدفعونها الی الغالب فدفعتها القبائل المغلوبة للقبائل الغالبة علی اساس الرؤوس.

(المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام ۳۰۶/۵)

''جزیہ ان الفاظ میں سے ہے جو زمانۂ جاہلیت میں بھی بعینہٖ اسی طرح استعمال ہوتا تھا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ لفظ قرآن مجید میں آیا ہے۔ اسلام میں یہ لفظ خاص طور پر اس رقم کے لیے بولا جاتا ہے جو اہل ذمہ سے اشخاص کے لحاظ سے وصول کی جاتی ہے۔ اہل جاہلیت مغلوب ہو جانے والوں سے جزیہ وصول کیا کرتے تھے اور ان کے نزدیک اس کا تصور ایک ایسے ٹیکس کا تھا جو مغلوب گروہ کے افراد غالب گروہ کو ادا کرتے ہیں۔ مغلوب قبائل افراد کی تعداد کے لحاظ سے غالب قبائل کو جزیہ ادا کیا کرتے تھے۔'' (۸۴)

بنی اسرائیل کو استیصال کی سزا کیوں نہ ملی؟

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اللہ تعالیٰ کے دو خصوصی قوانین ہیں: ایک قانون اتمام حجت اور دوسرا ذریت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ خدا کا خصوصی قانون۔ یہ قوانین ایک دوسرے سے متعلق بھی ہو جاتے ہیں۔ ان کے اپنے اپنے اطلاقات ہیں۔ ان کو الگ الگ سمجھنا ضروری ہے، ورنہ خلط مبحث ہو جاتا ہے۔

ذریت ابراہیم کے ساتھ خدا کا خاص عہد

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے اظہار اور تبلیغ کے لیے منصبِ رسالت و نبوت کا انتظام کیا ہے۔ اس منصب کے لیے وہ صرف افراد ہی کو بطور نبی و رسول نہیں چنتا، بلکہ اقوام کو بھی اس کے لیے منتخب کرتا ہے:

اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ. (الحج ۲۲: ۷۵)

''اللہ فرشتوں میں سے بھی (اپنے) پیغام بر چنتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ (اِس سے وہ خدائی میں شریک کیوں ہو جائیں گے)؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ (خود) سمیع و بصیر ہے۔''

اسی اصول کے تحت ذریت ابراہیم کو چنا گیا:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ

''اللہ نے آدم اور نوح کو، اور ابراہیم اور عمران کی

وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ. (آل عمران ۳:۳۳) ذریت کو تمام دنیا والوں پر ترجیح دے کر (اُن کی ہدایت کے لیے) منتخب فرمایا۔''

پہلے مرحلے میں ذریت ابراہیم کی ایک شاخ، بنی اسحٰق یا بنی اسرائیل کو اس منصب کے لیے چنا گیا اور دوسرے مرحلے میں بنی اسمٰعیل کو۔

اس منصب کی تعیناتی کو میثاق یا عہد کہا گیا ہے۔ بنی اسرائیل سے اس عہد کا تذکرہ قرآن میں متعدد مقامات پر کیا گیا ہے:

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَوْفُوْا بِعَھْدِیْٓ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ وَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ. (البقرہ ۲:۴۰) ''اے بنی اسرائیل، میری اُس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھی اور میرے عہد کو پورا کرو، میں تمھارے عہد کو پورا کروں گا، اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔''

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَھْدِ اللّٰہِ ثَمَنًا قَلِیْلًا اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. (النحل ۱۶:۹۵) ''تم اللہ کے عہد کو تھوڑی قیمت کے عوض نہ بیچو۔ (خدا کے بندو)، اگر تم جانو تو جو کچھ خدا کے پاس ہے، وہی تمھارے لیے بہتر ہے۔''

پھر بنی اسمٰعیل سے اس عہد کا ذکر اس آیت میں ہے:

وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ھُوَ اجْتَبٰکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ ھٰذَا لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَھِیْدًا عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ. (الحج ۲۲:۷۸) ''اور اللہ کی راہ میں جدوجہد کرو جیسا کہ اِس جدوجہد کا حق ہے۔ اُسی نے تم کو (اِس ذمہ داری کے لیے) منتخب کیا ہے اور دین کے معاملے میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ تمھارے باپ ابراہیم کا طریقہ تمھارے لیے پسند فرمایا ہے۔ اُسی نے تمھارا نام مسلمان رکھا تھا، اِس سے پہلے بھی اور اِس (آخری بعثت کے دور) میں بھی۔ اِس لیے (منتخب کیا ہے) کہ رسول تم پر گواہی دے اور دنیا کے باقی لوگوں پر تم (اِس دین کی) گواہی دینے والے بنو۔''

رسولوں اور ذریت ابراہیم کے اس منصب کو منصبِ شہادت (گواہی) کا اصطلاحی نام دیا گیا ہے۔ یعنی جو منصبِ شہادت رسول کو انفرادی حیثیت میں دیا گیا ہے، وہی ذریت ابراہیم کو بحیثیت قوم دیا گیا ہے:

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ.

(البقرہ۲:۱۴۳)

''اور (جس طرح مسجد حرام کو تمھارا قبلہ ٹھیرایا ہے)، اِسی طرح ہم نے تمھیں بھی ایک درمیان کی جماعت بنا دیا ہے تاکہ تم دنیا کے سب لوگوں پر (حق کی) شہادت دینے والے بنو اور اللہ کا رسول تم پر یہ شہادت دے۔ اور اِس سے پہلے جس قبلے پر تم تھے، اُسے تو ہم نے صرف یہ دیکھنے کے لیے ٹھیرایا تھا کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔ اِس میں شبہ نہیں کہ یہ ایک بھاری بات تھی، مگر اُن کے لیے نہیں، جنھیں اللہ ہدایت سے بہرہ یاب کرے۔ اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ (اِس طرح کی آزمایش سے وہ) تمھارے ایمان کو ضائع کرنا چاہے۔ اللہ تو لوگوں کے لیے بڑا مہربان ہے، سراسر رحمت ہے۔''

مذکورہ بالا آیت میں بنی اسمٰعیل اسی منصب کی وجہ سے شہدا، یعنی گواہ قرار دیے گئے ہیں۔ اسی نسبت سے بنی اسرائیل کو بھی شہدا کہا گیا ہے:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ.

(آل عمران۳:۹۹)

''اِن سے پوچھو، اے اہل کتاب، تم اُن لوگوں کو اللہ کے راستے سے کیوں روکتے ہو جو ایمان لائے ہیں؟ تم اِس میں عیب ڈھونڈتے ہو، دراں حالیکہ تم اِس کے گواہ بنائے گئے ہو؟ (اِس پر غور کرو) اور (یاد رکھو کہ) جو کچھ تم کر رہے ہو، اللہ اُس سے بے خبر نہیں ہے۔''

منصب رسالت یا منصب شہادت کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ منصب کسی رسول کو دیا گیا ہو یا قوم کو، اس کی ذمہ داری پورے کرنے پر دنیا اور آخرت، دونوں جگہ انعام دیے جانے اور اس میں کوتاہی کرنے پر دنیا اور آخرت، دونوں جگہ سزا دیے جانے کا قانون بیان کیا گیا ہے۔ انفرادی حیثیت میں بھی یہ قانون بیان کیا گیا ہے اور منصب شہادت پر فائز قوم کے لیے اجتماعی حیثیت سے بھی۔ اس قانون کا بیان رسول کی انفرادی حیثیت میں دیکھیے:

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا. (بنی اسرائیل ۱۷:۷۳-۷۵)

''(اے پیغمبر)، قریب تھا کہ یہ اُس چیز سے ہٹا کر تم کو فتنے میں ڈال دیں جو ہم نے تمھاری طرف وحی کی ہے تاکہ اِس (قرآن) کے سوا تم کوئی دوسری بات ہم پر افترا کر کے پیش کرو۔ اگر تم ایسا کرتے تو یہ ضرور تمھیں اپنا دوست بنا لیتے۔ اور اگر ہم نے تمھیں مضبوط نہ رکھا ہوتا تو بعید نہیں تھا کہ تم بھی اِن کی طرف کچھ جھک پڑو۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم تمھیں زندگی اور موت، دونوں کا دہرا عذاب چکھاتے، پھر تم ہمارے مقابلے میں اپنا کوئی مددگار نہ پاتے۔''

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ. (البقرہ ۲:۱۲۰)

''یہ یہود و نصاریٰ تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے، جب تک اِن کا مذہب اختیار نہ کر لو۔ (لہٰذا) کہہ دو کہ اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے، اور (جان لو کہ) اگر تم اُس علم کے بعد جو تمھارے پاس آ چکا ہے، ان کی خواہشوں پر چلے تو اللہ کے مقابلے میں تمھارا کوئی دوست اور کوئی مددگار نہ ہوگا۔''

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ. (الحاقہ ۶۹:۴۴-۴۷)

''(ہمارا) یہ (پیغمبر) اگر اپنی طرف سے کوئی بات ہم پر بنا لاتا۔ تو ہم اِس کو قوی ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر اِس کی رگ گردن کاٹ دیتے۔ پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اِس کام سے روک نہ سکتا۔''

چونکہ رسولوں سے ایسی کوئی کوتاہی عموماً نہیں ہوئی، سوائے چند فروگذاشتوں کے، جن پر تنبیہات کی گئیں، اس لیے ان میں سے کسی کو سزا کا سامنا نہیں کرنا پڑا، سوائے حضرت یونس علیہ السلام کے، جن سے ایک کوتاہی ہوئی کہ وہ اپنی قوم پر اتمام حجت کے نتیجے میں آنے والے عذاب کے اعلان کے بعد اس بستی سے خدا کا حکم ملنے سے پہلے ہی نکل آئے۔ رسول، خدا کے حکم کے بغیر بستی نہیں چھوڑ سکتا، یہ اصول تھا جس کی خلاف ورزی ان سے ہوگئی، اس پر انھیں فوراً سزا ملی، وہ کئی دن مچھلی کے پیٹ میں محصور رہے۔ پھر اپنی کوتاہی پر انھوں نے خدا سے معافی طلب کی تو

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

دوبارہ رب کی رضا اور سرفرازی سے بہرہ یاب ہو گئے۔

دوسرا پہلو اس منصب کی خصوصیت کا یہ ہے کہ رسولوں سے یہ وعدہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ اسی دنیا میں اپنے دشمنوں پر لازماً غالب آ کر رہیں گے:

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ. (المجادلہ ۵۸: ۲۱)

''اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب ہو کر رہیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ بڑے زور والا اور بڑا زبردست ہے۔''

یعنی منصب رسالت و نبوت ایسا منصب ہے جس پر ادنیٰ کوتاہی پر بھی تنبیہ و سزا فوراً ملتی ہے۔ اور اس منصب کی درست ادائیگی پر اسی دنیا میں غلبہ و سرفرازی عطا ہوتی ہے۔ یہ جزا و سزا کے عام قانون کے برعکس ہے۔ عام قانون میں اسی دنیا میں سزا اور جزا کا ملنا لازمی نہیں ہے، ان کے فیصلے کے لیے آخرت کا دن مقرر کیا گیا ہے۔

اب یہی معاملہ بحیثیت قوم ذریت ابراہیم، یعنی بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل سے کیا گیا۔ منصب نبوت کے لیے چنے جانے کے بعد ان کی کوتاہیوں پر ان کو سزا اسی دنیا میں دی گئی اور ایمان و عمل کا مطلوبہ معیار پورا کرنے پر اسی دنیا میں دولت مندی، سرفرازی کے وعدے کیے گئے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ رسول کے غلبے کا مطلب سیاسی غلبہ نہیں، اس کے مخالفین کا استیصال ہی اس کا غلبہ ہے۔ لیکن منصب شہادت پر فائز اقوام کا غلبہ البتہ سیاسی غلبے کی صورت اختیار کر گیا۔ اس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

مذاہب کی معلوم تاریخ میں صرف ذریت ابراہیم ہے جس کو اس منصب کے لیے چنا گیا اور تا قیامت ان کا یہ منصب برقرار ہے۔ ان دونوں عروج و زوال کی تاریخ کو اس قانون کی روشنی میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے لیے اس قانون کا بیان یہ ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا یَعْمَلُوْنَ. (المائدہ ۵: ۶۶)

''اور اگر (اپنی اجتماعی حیثیت میں) تورات و انجیل پر اور اُس چیز پر قائم ہو جاتے جو اِن کے پروردگار کی طرف سے اِن پر اتاری گئی ہے تو اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے رزق پاتے۔ (اِس میں شبہ نہیں کہ) اِن میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو راستی پر قائم ہے، لیکن اِن میں زیادہ وہی ہیں جن کے اعمال بہت برے ہیں۔''

بائیبل میں اس کی مزید تصریح مل جاتی ہے۔ کتاب استثنا میں خدا کا یہ وعدہ اِس طرح بیان ہوا ہے:

''اور اگر تو خداوند اپنے خدا کی بات کو جان فشانی سے مان کر اُس کے اُن سب حکموں پر جو آج کے دن میں تجھ کو دیتا ہوں، احتیاط سے عمل کرے تو خداوند تیرا خدا دنیا کی سب قوموں سے زیادہ تجھ کو سرفراز کرے گا۔ اور اگر تو خداوند اپنے خدا کی بات سنے تو یہ سب برکتیں تجھ پر نازل ہوں گی اور تجھ کو ملیں گی۔ شہر میں بھی تو مبارک ہوگا اور کھیت میں بھی مبارک ہوگا... خداوند تیرے دشمنوں کو جو تجھ پر حملہ کریں، تیرے روبرو شکست دلائے گا۔ وہ تیرے مقابلے کو تو ایک ہی راستے سے آئیں گے، پر سات سات راستوں سے ہو کر ترے آگے سے بھاگیں گے... اور دنیا کی سب قومیں یہ دیکھ کر کہ تو خداوند کے نام سے کہلاتا ہے، تجھ سے ڈر جائیں گی... اور خداوند تجھ کو دُم نہیں، بلکہ سر ٹھیرائے گا اور تو پست نہیں، بلکہ سرفراز ہی رہے گا... لیکن اگر تو ایسا نہ کرے کہ خداوند اپنے خدا کی بات سن کر اُس کے سب احکام اور آئین پر جو آج کے دن میں تجھ کو دیتا ہوں، احتیاط سے عمل کرے تو یہ سب لعنتیں تجھ پر نازل ہوں گی اور تجھ کو لگیں گی۔ شہر میں بھی تو لعنتی ہوگا اور کھیت میں بھی لعنتی ہوگا... خداوند تجھ کو تیرے دشمنوں کے آگے شکست دلائے گا۔ تو اُن کے مقابلے کے لیے تو ایک ہی راستے سے جائے گا اور اُن کے سامنے سے سات سات راستوں سے ہو کر بھاگے گا اور دنیا کی تمام سلطنتوں میں تو مارا مارا پھرے گا۔'' (۱:۲۵-۲۸)

بنی اسرائیل نے جب خود کو منصب شہادت کا اہل ثابت کیا تو طالوت، داؤد اور سلیمان علیہم السلام کے ادوار میں زبردست سلطنتیں قائم کیں، جس کا رعب و دبدبہ ارد گرد کی ریاستوں پر چھایا ہوا تھا۔ قرآن مجید میں ملکۂ سبا اور سلیمان علیہ السلام کا قصہ اسی دور کی ایک داستان ہے۔ بائیبل میں اس کی تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔ اس کے برعکس جب کبھی بنی اسرائیل نے ایمان و عمل میں کوتاہیاں برتیں، انھیں ان کے جرم کی نوعیت کے مطابق مختلف سزائیں بھی دی گئیں۔ کبھی بابل کے بادشاہ بنوکدنضر کے ہاتھوں ذلت و رسوائی کا منہ دیکھا تو کبھی رومیوں کے ہاتھوں تباہ ہوئے۔ درمیان میں انھیں مہلت کے وقفے بھی ملتے رہے۔ ان کی اس حالت کا تسلسل ہمارے دور تک چلا آیا ہے۔

اس سارے معاملے کی ایک خارجی دلیل بھی ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا عمومی تکوینی قانون یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار کوئی قوم عروج کے بعد زوال آشنا ہو جائے تو پھر کبھی ویسا عروج نہیں پاتی۔ قدیم دور میں یونان اور روم، اور جدید دور میں برطانیہ اور روس کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ لیکن اس عمومی کلیہ سے بالکل برعکس، بنی اسرائیل دنیا کی واحد قوم ہے، جس نے اپنی دو ہزار سالہ تاریخ میں عروج و زوال کے کئی ادوار دیکھے۔ یہ وہ محسوس نشانِ حق ہے جو خدا نے ذریت ابراہیم کے ذریعے سے دنیا میں قائم کر رکھا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

دنیوی نعمت ونکبت کے اسی قانون کا اعلان بنی اسمٰعیل سے بھی کیا گیا، ملاحظہ کیجیے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَرُدُّوْکُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ. (آل عمران ۳: ۱۴۹)

''ایمان والو، اگر اِن منکروں کی بات مانو گے تو یہ تمھیں الٹا پھیر کر رہیں گے اور تم نامراد ہو جاؤ گے۔''

اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْۢ بَعْدِہٖ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ. (آل عمران ۳: ۱۶۰)

''(ایمان والو)، اگر اللہ تمھاری مدد پر ہو تو کوئی تم پر غلبہ نہیں پا سکتا اور وہ تمھیں چھوڑ دے تو اُس کے بعد کون ہے جو تمھاری مدد کرے گا؟ اور اِیمان والوں کو تو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے۔''

اسی اصول پر جنگ احد اور حنین میں کوتاہی برتنے پر انھیں فوراً سزا بھی ملی، اور تنبیہ ہوتے ہی حالات فوراً ہی ان کے حق میں پلٹ بھی گئے۔ یہ کوتاہی اگرچہ ہر فرد سے صادر نہیں ہوئی تھی، لیکن اجتماعی معاملات میں خدا مجموعی رویے پر فیصلہ صادر کرتا ہے:

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ فَاَثَابَکُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا مَآ اَصَابَکُمْ وَاللّٰہُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ. (آل عمران ۳: ۱۵۳)

''یاد کرو، جب تم بھاگے جا رہے تھے اور کسی کو مڑ کر دیکھ بھی نہیں رہے تھے اور اللہ کا پیغمبر (تمھارے پیچھے) تمھارے ہی لوگوں کی ایک دوسری جماعت میں تمھیں پکار رہا تھا (جو اُس کے ساتھ کھڑی تھی) تو اللہ نے تم کو غم پر غم پہنچایا، اِس لیے کہ (اِس امتحان سے گزرنے کے بعد آیندہ) کسی چیز کے ہاتھ سے جانے اور کسی مصیبت کے آنے پر تم رنجیدہ خاطر نہ ہو، اور (یاد رکھو کہ) جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اُس سے باخبر ہے۔''

لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ فِیْ مَوَاطِنَ کَثِیْرَۃٍ وَّیَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْکُمْ شَیْئًا وَّضَاقَتْ عَلَیْکُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ. (التوبہ ۹: ۲۵)

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے بہت سے موقعوں پر تمھاری مدد کی ہے۔ ابھی حنین کے دن بھی، جب تم اپنی کثرت پر اترا رہے تھے۔ پھر وہ کثرت تمھارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعتوں کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی۔ پھر تم پیٹھ دکھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔''

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ایمان وعمل کے مطلوبہ معیار پر پورا اترنے پر ان کے لیے دنیوی غلبہ وسرفرازی کا اعلان کیا گیا:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا (الفتح ۴۸: ۱۸-۲۳)

’’(تمھیں خوش خبری ہو کہ) اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا، جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے، اُس وقت اللہ نے جان لیا جو کچھ اُن کے دلوں میں تھا تو اُس نے اُن پر طمانیت اتار دی اور اُن کو ایسی فتح عطا فرما دی جو عنقریب ظاہر ہونے والی ہے۔ اور بہت سی غنیمتیں بھی، جن کو وہ حاصل کریں گے۔ اللہ زبردست ہے، وہ بڑی حکمت والا ہے۔ (ایمان والو)، اللہ نے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ تم سے کیا ہے جو تم حاصل کرو گے۔ سو یہ (پہلی فتح کے) غنائم تو اُس نے فوری طور پر تمھیں عطا کر دیے ہیں اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیے ہیں کہ یہ موجب طمانیت ہو اور ایمان والوں کے لیے (خدا کی نصرت کی) ایک نشانی بن جائے اور وہ تم کو سیدھی راہ کی ہدایت بخشے۔ اِس کے علاوہ ایک فتح اور بھی ہے جس پر تم ابھی قادر نہیں ہوئے، مگر اللہ نے اُس کا احاطہ کر رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ یہ منکرین (جن سے تم معاہدہ کر کے آئے ہو)، اگر (اِس موقع پر) تم سے جنگ کرتے تو ضرور پیٹھ پھیرتے، پھر (اپنے لیے) کوئی حامی اور کوئی مددگار نہ پاتے۔ یہ اللہ کی ٹھیرائی ہوئی سنت ہے جو پہلے سے چلی آ رہی ہے اور اللہ کی سنت میں تم کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔‘‘

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. (آل عمران ۳: ۱۳۹)

’’اور (جو نقصان تمھیں پہنچا ہے، اُس سے) بے حوصلہ نہ ہو اور غم نہ کرو، اگر تم مومن ہو تو غلبہ بالآخر تمھیں ہی حاصل ہو گا۔‘‘

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ. (آل عمران ۳:۱۱۱)

''یہ تمھیں کچھ اذیت دے سکتے ہیں، اِس کے سوا یہ تم کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور (مطمئن رہو کہ) اگر یہ تم سے لڑیں گے تو لازماً پیٹھ دکھائیں گے۔ پھر ان کو کہیں سے کوئی مدد نہ ملے گی۔''

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. (النور ۲۴:۵۵)

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے عمل کیے ہیں، اُن سے اللہ کا وعدہ ہے کہ اُن کو وہ اِس سرزمین میں ضرور اُسی طرح اقتدار عطا فرمائے گا، جس طرح اُن سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو اُس نے عطا فرمایا تھا اور اُن کے لیے اُن کے دین کو پوری طرح قائم کر دے گا جسے اُس نے اُن کے لیے پسند فرمایا ہے اور اُن کے اِس خوف کی حالت کے بعد اُسے ضرور امن سے بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے، کسی چیز کو میرا شریک نہ ٹھیرائیں گے۔ اور جو اِس کے بعد بھی منکر ہوں تو وہی نافرمان ہیں۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

بنی اسرائیل سے اس خاص عہد الٰہی کے ظاہری نتائج وشواہد

ان کے جرائم میں انبیا اور رسولوں کا انکار و قتل اور بعض اوقات کھلا شرک کرنا شامل تھا۔ اس پر ان کو ذلت و رسوائی، جلاوطنی اور محکومی سے لے کر قتل و قتال تک سب عذاب سہنے پڑے:

وَلَوْ لَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ. (الحشر ۵۹:۳)

''اور اگر اللہ نے اُن کے لیے (اِسی طرح) جگہ جگہ سے اجڑنے کی سزا نہ لکھ دی ہوتی تو وہ اُنھیں دنیا ہی میں عذاب دے ڈالتا اور قیامت میں تو اُن کے لیے دوزخ کا عذاب ہے ہی۔''

مختلف ادوار میں مختلف جرائم پر ان کو درج ذیل سزائیں ملیں:

i۔ مثلاً، دریا کے کنارے بسنے والے ان میں سے کچھ لوگوں نے جب شریعت کے ایک حکم، یعنی سبت کے دن کی

مسلسل خلاف ورزی، کی تو انھیں بندر اور خنزیر بنا دیا گیا:

وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ. (البقرہ۲:۶۵)

''اور تم اُنھیں بھی جانتے ہی ہو جنھوں نے تمھارے لوگوں میں سے سبت کی بے حرمتی کی تو ہم نے اُن سے کہا: جاؤ، ذلیل بندر بن جاؤ۔''

ii۔ خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرنے پر یہ سزا ملی:

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآءِهَا وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ. (البقرہ۲:۶۱)

''اور یاد کرو، جب تم نے کہا: اے موسیٰ، ہم ایک ہی کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے۔ سو ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کرو کہ یہ سبزی، ککڑی، لہسن، مسور اور پیاز جو زمین اگاتی ہے، وہ ان چیزوں میں سے ہمارے لیے نکال کر لائے۔ اُس نے کہا: تم ایک بہتر چیز کو کم تر چیزوں سے بدلنا چاہتے ہو؟ (اچھا تو جاؤ)، کسی مصر ہی میں جا رہو۔ اِس لیے کہ یہ جو کچھ تم مانگتے ہو، وہاں تم کو مل جائے گا۔ (وہ یہی کرتے رہے) اور اُن پر ذلت اور محتاجی مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ کا غضب کما لائے۔ یہ اِس وجہ سے ہوا کہ وہ اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے تھے اور اُس کے نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے۔ یہ اِس وجہ سے ہوا کہ اُنھوں نے نافرمانی کی اور (وہ اللہ کی ٹھیرائی ہوئی) کسی حد پر نہ رہتے تھے۔''

iii۔ جہاد کے حکم سے منہ پھیرنے پر یہ سزا ملی:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى

''(اپنے جرائم کی پاداش سے ڈرو، اے اہل کتاب)، اور یاد کرو وہ واقعہ جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: میری قوم کے لوگو، اپنے اوپر اللہ کی اِس نعمت کا خیال کرو کہ اُس نے تم میں نبی بنائے اور تمھیں بادشاہ ٹھیرایا ہے اور تمھیں وہ کچھ دے دیا ہے جو دنیا والوں میں

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اَدۡبَارِكُمۡ فَتَنۡقَلِبُوۡا خٰسِرِيۡنَ قَالُوۡا يٰمُوۡسٰٓى اِنَّ فِيۡهَا قَوۡمًا جَبَّارِيۡنَ وَاِنَّا لَنۡ نَّدۡخُلَهَا حَتّٰى يَخۡرُجُوۡا مِنۡهَا فَاِنۡ يَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَا فَاِنَّا دٰخِلُوۡنَ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيۡنَ يَخَافُوۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمَا ادۡخُلُوۡا عَلَيۡهِمُ الۡبَابَ فَاِذَا دَخَلۡتُمُوۡهُ فَاِنَّكُمۡ غٰلِبُوۡنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوۡٓا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ قَالُوۡا يٰمُوۡسٰٓى اِنَّا لَنۡ نَّدۡخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوۡا فِيۡهَا فَاذۡهَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ قَالَ رَبِّ اِنِّىۡ لَآ اَمۡلِكُ اِلَّا نَفۡسِىۡ وَاَخِىۡ فَافۡرُقۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيۡهِمۡ اَرۡبَعِيۡنَ سَنَةً يَتِيۡهُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ فَلَا تَاۡسَ عَلَى الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ.

(المائدہ ۵: ۲۰-۲۶)

سے اُس نے کسی کو نہیں دیا ہے۔ میری قوم کے لوگو، (اِس کے لیے) اُس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمھارے لیے لکھ دی ہے اور اپنی پیٹھ پر الٹے نہ پھرو، ورنہ نامراد ہو جاؤ گے۔ اُنھوں نے جواب دیا: موسیٰ، اُس میں بڑے زبردست لوگ رہتے ہیں، ہم اُس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے، جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں۔ ہاں، اگر وہ نکل جائیں تو ہم یقیناً داخل ہو جائیں گے۔ ان ڈرنے والوں میں دو شخص، البتہ ایسے تھے جن پر خدا کی عنایت تھی، اُنھوں نے کہا: تم (اِس شہر کے) لوگوں پر چڑھائی کر کے اِس کے دروازے میں گھس جاؤ، جب تم اُس میں گھس جاؤ گے تو تمھی غالب رہو گے اور اللہ ہی پر بھروسا کرو، اگر تم اُس کے ماننے والے ہو۔ لیکن اُنھوں نے پھر یہی کہا کہ موسیٰ، جب تک وہ وہاں موجود ہیں، ہم اُس میں کبھی داخل نہ ہوں گے، اِس لیے تم اور تمھارا پروردگار، دونوں جاؤ اور لڑو، ہم تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اِس پر موسیٰ نے دعا کی: پروردگار، میری ذات اور میرے بھائی کے سوا کسی پر میرا کوئی اختیار نہیں ہے، لہٰذا تو ہمیں اور اِن نافرمان لوگوں کو الگ الگ کر دے۔ فرمایا: یہی بات ہے تو یہ سرزمین چالیس برسوں کے لیے اِن پر حرام ہے، یہ زمین میں مارے مارے پھریں گے، اِس لیے (اب) اِن نافرمانوں پر افسوس نہ کرو۔''

iv۔ انبیا کے قتل پر یہ ذلت و رسوائی کی سزا ملی:

ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ اَيۡنَ مَا ثُقِفُوۡٓا اِلَّا

''اِنھیں جہاں دیکھیے، اِن پر ذلت کی مار ہے، الّا یہ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

بِحَبۡلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُ وۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡمَسۡكَنَةُ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقۡتُلُوۡنَ الۡاَنۡبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوۡا وَّكَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ. (آل عمران ۳: ۱۱۲)

کہ اللہ کی رسی تھام لیں اور اُن لوگوں کی رسی تھام لیں (جنھوں نے اللہ کی رسی تھام لی ہے)۔ یہ اللہ کا غضب لے کر لوٹے ہیں اور اِن پر پست ہمتی تھوپ دی گئی ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اللہ کی آیتوں کے منکر رہے ہیں اور اُس کے پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں، اِس لیے کہ اِنھوں نے نافرمانی کی اور یہ ہمیشہ حد سے بڑھتے رہے ہیں۔''

چنانچہ مسیح علیہ السلام اور بعد ازاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار اور مخالفت پر انھیں ذلت و محکومی کی سزا اسی ضابطے کے تحت ملی۔ مسیح کے انکار و مخالفت کی پاداش میں اسیری اور مسیح کے متبعین کے تحت تا قیامت محکومی کی سزا لکھ دی گئی۔ قتل و قتال اس محکومی کی سزا کا ابتدائیہ ہوتا تھا:

اِذۡ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيۡسٰٓى اِنِّىۡ مُتَوَفِّيۡكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَجَاعِلُ الَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡكَ فَوۡقَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ ثُمَّ اِلَىَّ مَرۡجِعُكُمۡ فَاَحۡكُمُ بَيۡنَكُمۡ فِيۡمَا كُنۡتُمۡ فِيۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَاُعَذِّبُهُمۡ عَذَابًا شَدِيۡدًا فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ.
(آل عمران ۳: ۵۵-۵۶)

''اُس وقت، جب اللہ نے کہا: اے عیسیٰ، میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھا لوں گا اور (تیرے) اِن منکروں سے تجھے پاک کروں گا اور تیری پیروی کرنے والوں کو قیامت کے دن تک اِن منکروں پر غالب رکھوں گا۔ پھر تم سب کو بالآخر میرے پاس آنا ہے۔ سو اُس وقت میں تمھارے درمیان اُن چیزوں کا فیصلہ کروں گا جن میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔ پھر یہی نہیں، اِن منکروں کو میں دنیا اور آخرت، دونوں میں سخت سزا دوں گا، اور وہ کوئی مددگار نہ پائیں گے۔''

چنانچہ، مسیح علیہ السلام کے رخصت ہو جانے کے بعد رومی حکومت نے مسلسل ان کے ساتھ ذلت آمیز، اور ظالمانہ سلوک روا رکھا، جس کی انتہا ۷۰ عیسوی میں رومی شہنشاہ، طیطاؤس (Titus) کے یروشلم پر حملے کی صورت میں ہوئی، جس میں یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی، اور یہ منکرین ذلت آمیز زندگی گزار کر مرے۔

پھر یہی سزا انھیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور ان کے ساتھ قتال کے جرم کے نتیجے میں جزیرۂ عرب

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

میں دی گئی:

قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَاحَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ. (التوبہ۹:۲۹)

''(اِن مشرکوں کے علاوہ) اُن اہل کتاب سے بھی لڑو جو نہ اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہیں، نہ اللہ اور اُس کے رسول کے حرام ٹھیرائے ہوئے کو حرام ٹھیراتے ہیں اور نہ دین حق کو اپنا دین بناتے ہیں، (اُن سے لڑو)، یہاں تک کہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں اور ماتحت بن کر رہیں۔''

v۔ شرک کرنے پر ان کے مشرکین کو قتل کی وہی سزا دی گئی جو دیگر مشرک اقوام کو بھی ملی تھی، جن پر رسولوں کے ذریعے سے اتمام حجت ہوتا ہے۔ مثلاً جب انھوں نے بچھڑے کی پوجا کی تو شرک کے مرتکبین کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ عِنْدَ بَارِئِکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ. (البقرہ۲:۵۴)

''اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: میری قوم کے لوگو، تم نے یہ بچھڑا بنا کر اپنے اوپر ظلم کیا ہے، اِس لیے اب اپنے خالق کی طرف لوٹو اور (اِس کے لیے) اپنے اِن لوگوں کو (اپنے ہاتھوں سے) قتل کرو۔ یہ تمھارے لیے تمھارے پیدا کرنے والے کے نزدیک بہتر ہے۔ (چنانچہ تم نے یہ کیا) تو اُس نے تمھاری توبہ قبول فرمائی۔ بے شک، وہی بڑا معاف کرنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے۔''

www.javedahmadghamidi.com

مولانا عمار خان ناصر لکھتے ہیں:

''اسی قانون کے تحت موسوی شریعت میں مشرکانہ اعمال و رسوم میں ملوث ہونے والوں کے لیے موت کی سزا مقرر کی گئی تھی۔ تورات میں ہے:

''پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا تو بنی اسرائیل سے یہ بھی کہہ دے کہ بنی اسرائیل میں سے یا ان پردیسیوں میں سے جو اسرائیلیوں کے درمیان بود و باش کرتے ہیں، جو کوئی شخص اپنی اولاد میں سے کسی کو مولک کی نذر کرے، وہ ضرور جان سے مارا جائے۔ اہل ملک اسے سنگسار کریں۔'' (احبار ۲۰:۱، ۲) (جہاد: ایک مطالعہ ۳۹)

قتل کی سزا رسول کے اتمام حجت کے بعد شرک پر اصرار کرنے کے جرم کے ساتھ خاص ہے:

اس سے معلوم ہوا کہ رسول کے اتمام حجت کے بعد اس کے منکرین کے قتل کی سزا شرک کے ساتھ مخصوص ہے۔

اس قانون کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا. (النساء۴:۴۸)

''اللہ اِس بات کو نہیں بخشے گا کہ (جانتے بوجھتے کسی کو) اُس کا شریک ٹھیرایا جائے۔ اِس کے نیچے، البتہ جس کے لیے جو گناہ چاہے گا، (اپنے قانون کے مطابق) بخش دے گا، اور (اِس میں تو کوئی شبہ ہی نہیں کہ) جو اللہ کا شریک ٹھیراتا ہے، وہ ایک بہت بڑے گناہ کا افترا کرتا ہے۔''

یہ قیامت کبریٰ کا بیان ہے۔ دنیا میں رسولوں کے اتمام حجت کے بعد جو قیامت صغریٰ برپا ہوتی ہے اس کا مقصد بھی قیامت کبریٰ کا منظر قائم کرنا ہوتا ہے، چنانچہ قیامت صغریٰ کے ضوابط بھی وہی مقرر کیے گئے ہیں جو قیامت کبریٰ کے ہیں۔ شرک کی معافی قیامت کبریٰ میں بھی نہیں ہے، اس لیے اس کی کوئی رعایت یہاں بھی نہیں دی گئی۔ چنانچہ دنیا میں بھی مشرکین جن پر اتمام حجت ہو چکا ہو، کے لیے بھی یہی حکم دیا گیا کہ:

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (التوبہ۹:۵)

''تو اِن مشرکوں کو جہاں پاؤ، قتل کرو اور (اِس مقصد کے لیے) اِن کو پکڑو، اِن کو گھیرو اور ہر گھات کی جگہ اِن کی تاک میں بیٹھو۔ پھر اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز کا اہتمام کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو اِن کی راہ چھوڑ دو۔ یقیناً اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے۔''

رسولوں کی جتنی اقوام پر استیصال کا عذاب آیا، ان تمام کی تباہی کی وجہ اتمام حجت کے بعد شرک پر اصرار تھا۔ سورۂ اعراف میں دیکھیے ہر رسول اپنی قوم کو ایک ہی پیغام دے رہا ہے کہ شرک چھوڑ کر ایک خدا کو مانو۔ چنانچہ تقریباً ہر رسول کی زبان سے یہ آیت قرآن نے نقل کی ہے:

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ. (۷:۶۵)

''اے میری قوم کے لوگو، اللہ کی بندگی کرو، اُس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں ہے۔''

اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اہل کتاب کو اگر استیصال کی سزا نہیں دی گئی، تو وجہ یہ ہے کہ وہ سب کے سب مشرک نہیں تھے۔ اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ جب اہل کتاب کے ایک گروہ نے شرک اختیار کیا تو ان پر بھی استیصال کا

عذاب ہی آیا، یعنی اس وقت جب انھوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا تھا۔ اسی طرح تاریخ کے کسی بھی دور میں جب کبھی انھوں نے شرک اختیار کیا تو تنبیہی عذابوں کے بعد قتل کا عذاب ہی ان پر آتا رہا۔ لیکن ہوتا یہ تھا کہ قتل کا عذاب مسلط ہو جانے کے بعد وہ متنبہ ہو جاتے، توبہ اور رجوع کرتے تھے، توحید اور اطاعت کی طرف لوٹ آتے، اس لیے قتل کا عذاب پوری قوم کے استیصال کی صورت اختیار نہیں کر لیتا تھا۔ قتل کا عذاب جب آندھی طوفان یا زلزلے جیسی قدرتی طاقتوں کے بجاے انسانی ہاتھوں سے دیا جا رہا ہو تو اس میں یہ ضروری نہیں ہے کہ سب کے سب مشرکین کا بیک قلم خاتمہ عذاب کی پہلی شکل کی طرح ہو جائے۔ انسانی ہاتھوں سے مسلط کردہ اس قتل و غارت میں توبہ کرنے کی گنجایش مل جاتی ہے، جیسا کہ سورۂ توبہ میں مشرکین عرب پر آخری عذاب کے طور پر جب قتال کا حکم آیا تو اس کے لیے قید و بند کا بھی ایک بندوبست کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور آخر تک توبہ قبول کرنے کا موقع دیا گیا:

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ ۹:۵)

''(بڑے حج کے دن) اِس (اعلان براءت) کے بعد جب حرام مہینے گزر جائیں تو اِن مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور (اِس مقصد کے لیے) اِن کو پکڑو، اِن کو گھیرو اور ہر گھات کی جگہ اِن کی تاک میں بیٹھو۔ پھر اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز کا اہتمام کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو اِن کی راہ چھوڑ دو۔ یقیناً اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے۔''

چنانچہ صحابہ نے مشرکین عرب کے ساتھ یہی کیا، مشرکین عرب کے لیے اسلام یا موت کے سوا کوئی تیسرا انتخاب نہیں تھا:

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا. (الفتح ۴۸:۱۶)

''یہ جو اہل بدو میں سے پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے، اِن سے کہنا کہ عنقریب تمھیں ایسے لوگوں سے لڑنے کے لیے بلایا جائے گا جو بڑے زور آور ہیں۔ تم اُن سے لڑو گے یا وہ اسلام قبول کر لیں گے۔ پھر اگر تم نے حکم کی اطاعت کی تو اللہ تمھیں اچھا اجر دے گا اور اگر (کہیں اُس وقت بھی) سرتابی کی، جیسے پہلے سرتابی کر چکے ہو تو اللہ تم کو دردناک عذاب سے دوچار کر دے گا۔''

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ شرک کرنے کے باوجود بھی بنی اسرائیل کے مکمل استیصال کی نوبت نہیں آئی، وجہ یہ تھی کہ قتل و اسیری کا عذاب آتے ہی انھیں تنبیہ ہو جاتی، ایمان و عمل کی کوتاہیاں دور کرتے، یا کم از کم توحید بحال کرتے اور یوں وہ سارے کے سارے قتل ہونے سے بچ جاتے تھے۔

قرآن مجید کی رو سے ہم جانتے ہیں کہ مشرکین عرب کا بھی یہ حال تھا کہ جب کسی سخت آفت میں گرفتار ہو جاتے، تو سارے معبودان باطل کو بھلا کر ایک خدا کو پکارنے لگتے تھے:

قُلۡ مَنۡ یُّنَجِّیۡکُمۡ مِّنۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ تَدۡعُوۡنَہٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفۡیَۃً لَئِنۡ اَنۡجٰنَا مِنۡ ھٰذِہٖ لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیۡنَ. (الانعام ۶:۶۳)

''ان سے پوچھو کہ بحر و بر (میں آفات و مصائب) کی تاریکیوں سے کون تمھیں بچاتا ہے، جبکہ تم گڑگڑا کر اور چپکے چپکے اُسے پکار رہے ہوتے ہو کہ اگر اُس نے اِس مصیبت سے ہمیں بچا لیا تو ہم ضرور اُس کے شکرگزار بندے بن کر رہیں گے؟''

کچھ ایسے ہی رویے کا اظہار اہل کتاب سے بھی ہوتا تھا۔ جب وہ اپنی ایمان و عمل کی کوتاہیوں کی وجہ سے وہ کسی بڑی مصیبت کا شکار ہو جاتے تو رجوع کر لیتے اور مصیبت سے نجات پا جاتے۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"